جہاں ہم ہیں

دِل کی باتیں نوکِ قلم سے کاغذ کے چہرے پر غازے کی طرح لگانا اور کاغذ سجانا آسان عمل ہے۔ لیکن لفظوں کو زبان دینا اور اس زبان کو نیزے کی اَنی بنانا کارِ دُشوار ہے:

ع دُشوار تو یہی ہے کہ دُشوار بھی نہیں۔

موجودہ صحافت کا چہرہ مہرہ اور لب و لہجہ اُس بازار کی روایتوں سے خاصا ملتا جلتا ہے جس کی کشش عوام و خواص دونوں کے لئے یکساں ہے —— اور ہم ایسے کھُردرے لب و لہجہ والے لاکھ ضد کریں کہ ہم بھی تو پڑے ہیں راہوں میں —— نہ عوام سنتے ہیں نہ خواص —— اور نہ خاصۂ خاصان —— اس لئے کہ ہماری ذات اور ہمارے نظریات میں ان کے لئے کوئی چارم نہیں ہے۔

ع جس کو ہو جان و دِل عزیز تیری گلی میں جائے کیوں

پاکستان اگرچہ دارالاسلام نہیں لیکن مسلمانوں کا مُلک ہے۔ اور مسلمانوں پر لازم ہے کہ اپنی اس عظیم بستی اور پاک دھرتی کو دارالاسلام بنائیں۔ پاکستان کو دارالاسلام بنانے کے لئے مدینہ میں قائم کی گئی۔ حکومتِ نبویہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کسبِ نور کرنا ہم سب پر فرض ہے۔ اس فیض سے فیضیاب ہوئے بغیر ہم اَدنیٰ مسلمان بھی نہیں رہ سکتے چہ جائیکہ یہ ملک دارالاسلام بن جائے۔ قرآن کریم نے دو ٹوک لفظوں میں یہ ابدی قانون نافذ کر دیا ہے کہ جو شخص یا قوم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کے خلاف اپنے دِل میں معمولی سا خرخشہ بھی پائے وہ ہرگز ہرگز مومن نہیں ہے۔ مگر ہم دیکھ رہے ہیں کہ پاکستان میں امپورٹڈ حکمت عملی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح اور اٹل ابدی فیصلوں کے خلاف باطل تاویلوں اور پر مکر حیلوں سے "تجدید شریعت" کے پروگرام پر عمل شروع ہو چکا ہے —— اور تمام کافرانہ اداؤں کو "دین" کہہ کے ان کا ابلاغ عام کیا جا رہا ہے۔ تاکہ سیکولر ذہن کی رائٹ لیفٹ لابیاں قبولیت کے مرحلوں کو عوام میں آسان بنائیں اور پھر اس لادینیت کو اجتماعی اجتہاد کہہ کے ملک کا مقدر بنا دیا جائے۔ اس منزلِ نامراد کے حصول کے لئے جمہوریت اور سیاسی جماعتوں کے فاسقوں، فاجروں کی فوجِ "صفر" موج کے غُل غپاڑے کو وہ مرکزی

مقام حاصل ہوگا جو ایم آر ڈی میں بیگم زرداری کو حاصل تھا ــــــ پھر اکثریت کے جمہوری فیصلوں کو علماء کی کمزور اقلیت ہرگز ہرگز رد نہیں کر سکے گی کیونکہ یہ باور کرایا جا رہا ہے کہ اقلیت یا فرد کے فیصلوں کو عوام کی اکثریت پر نافذ کرنا ظلم ہے اور جب اکثریت سیکولرازم کو یہودیت کی روح کے طور پر قبول کر لے تو یہ اجتماعی اجتہاد کا فیصلہ ہوگا اور یہ اجتماعی اجتہاد "جدید شریعت" ہوگی جو نئے پاکستان کے تمام مذہبی حلقوں کے لئے قابلِ قبول ہوگی۔ پھر یہ ہم پر نافذ کر دی جائے گی اور اس کے ماتحت تمام امورِ زندگی کے فیصلے ہوں گے جنہیں شریعت ماننا پڑے گا ــــــ جو اسے قبول نہیں کرے گا وہ باغی کہلائے گا۔ اور باغی کی سزا .... معاذ اللہ

تجدیدِ شریعت کے اس "مقدس مشن" کے لئے وہ لوگ پیش پیش ہیں جو ایڈنبرا، گلاسگو، لنڈن، یا فرانس کے تحقیقی اداروں سے اسناد لے کر پاکستان میں یوں اتر آتے ہیں جیسے:

ع جوگی اُتر پہاڑوں آیا تے سُن چرخے دی گھوک

جوگی چرخے کی آواز سُن کے "ترنجن" میں آ بیٹھتا ہے۔ یہ لوگ پاکستان سے بدیس اس لئے گئے تھے کہ دیس کی ترقی میں دینی نقطۂ نگاہ سے اپنا حصہ ڈالیں۔ لیکن گنگا اُلٹی بہنے لگی، اور مستشرقین کے شاگرد "مُستغرب" بن کے لوٹے اور پاکستان میں وہی تجربہ دُھرانے لگے جو مستشرقین نے کافرستان میں کیا۔ اس تجربہ کا یہ نتیجہ برآمد ہوگا کہ پارلیمنٹ اور مسجد ہمیشہ کے لئے دو متضاد سمتوں میں چل پڑیں گے۔ اور پاکستان برطانیہ و ہندوستان جیسی سیکولر اسٹیٹ کی حیثیت حاصل کر لے گا۔ پاکستان کی تشکیل کا جو مقصد علّامہ اقبال نے متعین کیا تھا وہ ہرگز ہرگز یہ نہ تھا کہ اس ملک کے مسلمان یہاں دین کا نئے سرے سے تجربہ کریں گے بلکہ وہ مقصد صرف یہ تھا کہ ہم اپنی بھولی بسری منزل کو از سرِ نو حاصل کریں اور حکومتِ نبوّیہ کے نقوشِ جادداں کو فکر و عمل کی منزلِ مراد ٹھہرائیں، ماضی کی حکومتوں نے جو اجتماعی اجتہاد کیا اس کے نتیجہ میں پاکستان دو نیم ہوا اور ہمارا ایک بازو گہرے پانیوں میں ڈوب گیا۔ اب پھر غیر ملکی ثقافتی اور تحقیقی ایجنسیوں کے ایجنٹ اجتماعی اجتہاد کی راگنی الاپ رہے ہیں اور ماضی سے اپنا رشتہ کاٹ کے دین کے متفقہ مسائل کو متنازعہ ثابت کر کے تجدیدِ شریعت کی راہ پر چل کھڑے ہوئے ہیں تو نتیجہ ظاہر ہے کہ "سندھ" پنجاب۔ بلوچستان اور سرحد جو الگ یونٹ تو بن ہی چکے ہیں وہ بھی اپنے اجتماعی مسائل کے لئے الگ سے اجتماعی اجتہاد کی اساس پر نیا مستقبل تعمیر کریں گے جس کا انہیں اسی طرح حق ہوگا جس طرح "ایسٹ پاکستان" کے عوام نے اجتماعی اجتہاد کے بعد اپنی اجتماعیت کو بچانے اور قائم رکھنے کے لئے کیا تھا قطع نظر اس

سے کہ وہ عوام ہندو مسلم مذہبی جتھوں کے جہل مرکب کا مجموعہ تھے، پھر ہمارے چاروں صوبوں کی سیاسی سماجی اور تمدنی صورتِ حال بھی ایسی ہے کہ الاماں! مہاجر قومی موومنٹ، سرائیکی قومی موومنٹ، پختونستان، پنجابی، غیر پنجابی کی جنگ اور بلوچ نیشنل الائنس' یہ نام ان کے نعرے اور قتل و غارت گری کی وحشیانہ وارداتیں آخر اجتہادی کوششوں کا ہی تو نتیجہ ہیں اور ان محاذوں پر کام کرنے والی خُفیہ اور ظاہری قوتیں اپنے موجودہ موقف سے ایک اینچ بھی پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں ہیں اس پر طُرّہ مرکزی حکومت اور سندھ کے علاوہ باقی تینوں صوبائی حکومتوں کی رسّہ کشی ہے۔ پی پی پی۔ آئی جے آئی۔ این۔ ایف۔ پی اور۔ بی۔ این۔ اے رہنماؤں کے بیانات، دھمکیاں، لیٹر ڈپلومیسی، اندرون و بیرون ملک کے سیاسی دَور ے اُس تاریک مستقبل کی چُغلی کھاتے ہیں جس کی ہم اوپر نشاندہی کر گئے ہیں۔ اشیاءِ صرف کی گرانی، بجٹ کی سختیوں کی دہشت ملازمین کے تبادلوں پر اختیارات کی طبع آزمائی۔ پی آئی اے۔ ریلوے، اور ٹرانسپورٹ کی ہڑتالیں یہ کیا نقشہ پیش کر رہے ہیں ایسے معلوم ہوتا ہے کہ ضیاء الحق کے قتل کے بعد پاکستان میں وحشتوں کا راج ہے.....
پی پی پی کی حکومت نے چھ ماہ کی تخلیقی تدریجی مُدت پوری کر لی ہے مگر ان چھ ماہ میں پاکستانی قوم کو نہ دنیا ملی نہ دین نہ محبت نہ ہمدردی نہ خدمت کا جذبۂ صادق اور نہ تعمیر ملک و ملّت کا "سیکولر" جذبہ —— اسی ششماہی میں نفرتیں، حقارتیں انتقام و حیوانیت کی راہیں ہموار کی گئیں، اور انتقام کی آگ سے خرمن زلیست کو بھسم کرنے کے لئے قوّت و طاقت حاصل کی گئی تاکہ اپنے سیاسی مخالفین کو ایسی سزا دیجائے جس سے وہ مُستقبل میں جیئے بھٹو کہیں تو زندہ رہ سکیں ورنہ انہیں بھی ستلج کے کنارے بھیج دیا جائے۔
ہم پوری دیانتداری سے مرکزی حکومت کو یہ بات کہے دیتے ہیں کہ جتنا وقت، سرمایہ اور طاقت وہ اپنی اندرونی تعمیر کے لئے صرف کر رہی ہے یہ سب توانائیاں ملک پر صرف کرے، بھٹو کے عوام، اور مظلوم انسانوں کی بہبود پر صَرف کرے۔ الیکشنی ماحول سے نکلے۔ وزیر اعظم بیگم زرداری صاحبہ اُس خول سے باہر نکلیں جو اُنہوں نے لندن میں بیٹھ کر بنایا تھا —— وزیر اعظم کے دورۂ امریکہ اور دِفاعی بجٹ سے متعلق دونوں خبریں ان کے لیئے خاصی تشویشناک ہیں اور عوام کے لئے افسوسناک کہ پاکستان کی اکثریتی پارٹی کی حکومت نہ تو فوج کے بغیر امریکہ یاترا کر سکتی ہے اور نہ ہی دِفاعی بجٹ کی طرف آنکھ اُٹھاکر دیکھ سکتی ہے، اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ فوج حکمران ہے اور پی پی پی کی حکومت "پتلیوں کے تماشے" کے سوا کچھ بھی نہیں —— حکومت اپنے آپ کو اس بھنور سے نکال لے تو بات بنتی ہے ورنہ تو

ضیاء الحق کے شہید ہو جانے کے بعد بیگم زرداری کی آمد سے کوئی فرق نہیں پڑتا مرحوم اسلام کی تکرار کرتے کرتے بارگاہِ الٰہی میں جا پہنچے اور محترمہ جمہوریت جمہوریت کا ڈھرپٹ گاتے گاتے فوج کی تنگنائے میں محصور ہو کر رہ گئیں ہیں ——— اگر سابقہ گیارہ سال کو غلط ثابت کرنا ہے تو اس کا طریقہ عملی زندگی میں انقلاب ہے ذرائع ابلاغ سے منفی لب و لہجہ سے نفرت انگیزی نہ انقلاب ہے نہ انقلاب کی راہ ——!

وزیر اعظم صاحبہ نے بھی اس ششماہی میں بیسیوں مرتبہ وہی فقرہ دُھرا دیا جو شہید ضیاء الحق کہا کرتے تھے کہ "مسائل کو حل کرنے میں ایک مدت درکار ہے"۔ وہ بھٹو کے سات سالہ عہدِ اقتدار کی بُرائیوں کو اپنے پروگرام کی تکمیل میں رکاوٹ بتاتے تھے اور بیگم زرداری صاحبہ اپنے پیپلز پروگرام کی راہ میں ضیاء دور کے "اعمالِ صالحہ" کو رکاوٹ بتاتی ہیں ——— عوام نے آپ کو اس لئے منتخب کر کے نہیں بھیجا — بلکہ عوام نے اپنے مسائل کے حل اور سُکھ کا سانس لینے کے لئے اقتدار آپ کے حوالے کیا ہے ان چھ ماہ میں بیگم زرداری کا گراف بتدریج اوپر سے نیچے کی طرف آرہا ہے جبکہ ان کی اپوزیشن کا گراف بتدریج نیچے سے اوپر کی طرف بڑھ رہا ہے ——— وزیر اعظم صاحبہ اس حقیقت کو کبھی نہ بھولیں :

"کہ دُنیا میں سب سے زیادہ ناقابلِ اعتماد شے رائے عامہ ہے۔"

وما علینا الا البلاغ المبین ———

قارئینِ نقیبِ ختمِ نبوّت کو

عید مبارک

"ادارہ"